

قسط 2

"وعلیکم السلام، سفر ٹھیک رہا؟؟" گھٹنوں تک آتی پہلی کرتی کے نیچے سفید کھلا سا پلازو پہنے عورت نے سلام کا جواب دیتے ہوئے پوچھا۔

وہ کہیں جانے کے لئے تیار لگتی تھی یا پھر شاید وہ گھر میں ایسے ہی ہوتی تھی۔

"جی۔" جیانہ نے بس اتنا ہی کہا اور سوالیہ نظروں سے خاقان کو دیکھنے لگی۔ (کہ یہ کون ہیں)

خاقان جو اب تک حیرانگی سے نکل چکا تھا وہ گھر والوں سے اسکا تعارف کروانے لگا

"یہ جیانہ ہے میری دوست (اور جان کا عذاب، یہ دل میں کہا)

اور جیانہ یہ راسخ بھائی ہیں، یہ ان کی وائف بریرہ اور یہ ان کا بیٹا عشان۔"

خوشخبری

اگر آپ لکھ سکتے ہیں اور اپنے اندر کے لکھاری کو باہر لانا چاہتے ہیں تو لکھاری آن لائن میگزین آپ کو اپنی صلاحیتوں کو نکھارنے کے لئے بہت اچھا پلیٹ فارم فراہم کرتا ہے۔ لکھاری آن لائن میگزین کا حصہ بنئے اور آج ہی اپنی تحریر (افسانہ، ناول، ناولٹ، کالم، مضامین، شاعری) اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں بھیجیں۔ آپ کی کوئی بھی تحریر ضائع نہیں کی جائے گی اور ایک ہفتے کے اندر ہمارے سب ویب بلاگز (ویب سائٹس) اور سوشل میڈیا گروپس اور پیجز پر پبلش کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے ابھی رابطہ کریں۔

Wats app No :- 03335586927

Email address :- aatish2kx@gmail.com

Facebook ID :- www.facebook.com/aatish2k11

Facebook Group :- FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST

SEARCH AND REQUEST FOR NOVELS, NOVELS DISCUSSION

ایک ایک کی طرف اشارہ کر کے اس نے سب کا تعارف کروایا۔

راشقی کی اور عشان کی آنکھیں ایک جیسی تھیں بالکل، ہلکی بھوری مگر گہری اندر تک اترنے والیں۔

اس نے سر ہلا دیا۔

"رزین بھائی؟" خاقان نے ایک اور فرد کے بارے میں پوچھا راشقی زرباب سے۔

"آفس میں ہے، ڈنر میں ہمارے ساتھ ہوگا۔" انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا

"سفر لمبا تھا تھکاوٹ ہو رہی ہوگی تم لوگوں کو۔ آرام کرلو تھوڑی دیر۔" بریرہ نے ایک ملازم کو اپنی طرف بلاتے ہوئے کہا۔

"مس جیانہ کو گیسٹ روم تک چھوڑ آؤ اور کسی بھی چیز کی ضرورت ہو تو فوراً مہیا کرو" رعب دار آواز میں انہوں نے ملازم کو حکم دیا۔

ان کا انداز شاہانہ سا تھا۔

"شکریہ۔" جیانہ ملازم کے پیچھے چل دی۔

خاتان بھی عشان کے ہمراہ اپنے کمرے میں چلا گیا۔

"خوبصورت ہے بہت اور شاید تھوڑی مغرور بھی" بریرہ نے شوہر کو دیکھتے ہوئے تبصرہ کیا۔

"فیملی میں اچھا اضافہ ہوگا، ویسے بھی خاتان کی ٹکر کی ہے۔" وہ دونوں بھی اندر کی طرف بڑھتے ہوئے بولے۔

"ہم نے طے کیا تھا کہ خاتان کی شادی رومیصہ سے ہوگی۔" بریرہ رکتے ہوئے بولی

شرقتی رنگ آنکھوں میں غصے کے تاثر تھے۔

راشق زرباب نہیں رکا دو قدم آگے گیا پھر رکا اور رخ پیچھے کھڑی اپنی بیوی کی جانب موڑا۔

"میں نے نہیں تم نے طے کیا تھا، اور خاقان کی شادی وہیں ہوگی جہاں وہ چاہے گا"

بے نیازی سے شانے اچکاتے وہ زینے چڑھنے لگا جبکہ بریرہ وہیں کھڑی رہی۔۔ ساکت، پر غصے کے تاثرات لیے۔

اونچی چوٹی میں نیلے اور سیاہ رنگ کے بندھے بال بھی اس کی طرح ساکت تھے۔۔

شام کا وقت تھا وہ ٹی وی کے سامنے بیٹھی کوئی ڈرامہ دیکھنے میں مصروف تھی۔۔

وقفے وقفے سے ہاتھ میں پکڑی پیالی سے چائے کا گھونٹ اپنے اندر اتار رہی تھی۔۔

چھوٹی سی پیالی سفید تھی دودھ جیسی سفید۔۔

"کتنے ہی دن ہو گئے انسٹاگرام کھولے ہوئے اور انہیں دیکھے ہوئے۔۔" اس نے حسرت سے سوچا۔۔

کل ابا لے گئے تھے موبائل ٹھیک کروانے اب دو چار دنوں تک ہی اس نے ٹھیک ہونا تھا۔

اگر اس بچ انہوں نے کوئی پکچر ایپلوڈ کی ہو تو کیا انہیں میری کمی محسوس ہوگی؟؟ دل نے امید بھرا سوال کیا۔

"اتنے سارے لوگوں میں انہیں کہاں اندازہ ہوتا ہوگا کہ کون ہے جو سب سے پہلے میری تصویر کو لائک کرتا ہوگا۔"

پر دماغ نے تلخ حقیقت کو منظر پر لایا اور پھر دل اور دماغ دونوں خاموش ہو گئے۔

کاش کوئی تو ہوتا جس سے وہ دل کا بوجھ ہلکا کر پاتی اسے رونا آیا بہت سارا۔

"لنایاب تم کیوں کھو گئی ہو؟؟ تم نے کہا تھا میں تمہیں سنوں گی ہر لمحہ حتیٰ کہ دنیا تمہیں سننے سے انکار کر دے۔"

اس کے ذہن میں ماضی کے چند لمحے گردش کرنے لگے۔

اسے ہر چیز سے اپنا سنہرا ماضی یاد آتا تھا جو اس کی بیسٹ فرینڈ کے ساتھ گزرا تھا۔

یہ دوست اتنے عجیب کیوں ہوتے ہیں، جا کر بھی نہ جانے والے۔

لمحہ لمحہ سرکتا اسے ماضی میں بھیجنے لگا اور ہم نے خود کو سبیکا کے ساتھ ماضی کو کھنگالنے پایا۔

ماضی۔۔۔

وہ ایک سنہرا دن تھا۔ گرمی پوری شدت سے اپنا کام کر رہی تھی۔ سورج لگتا تھا سر پر کھڑا ناچ رہا ہے۔

وہ دونوں اپنے گھروں سے دور نکل آئیں تھی۔ دونوں کے ہاتھوں میں سیاہ رنگ کی چھتریاں تھیں جو سورج اور ان کے بیچ دیوار کی طرح حائل تھیں۔

کالج بیگ بھی بالکل ایک جیسے تھے چھوٹے سے سلور کلر کے۔

دونوں کے ساتھ کی چیزز لگی تھی۔

نام والی کی چیزز۔۔

سبیکا۔

نایاب۔

سبیکا کا دوسرا ہاتھ خالی تھا جب کے نایاب کے ہاتھ میں کورس کی کوئی کتاب تھی۔۔

"نایاب سنو ناں؟ تم ہمیشہ یہی کرتی ہو۔ مجھ سے بات مت کرنا اب۔"

جہاں نایاب رٹا لگانے میں مصروف تھی وہیں سبیکا اسے کسی نئے ڈرامے کی کہانی سنانے میں مصروف تھی۔۔

جب سبیکا کو اندازہ ہوا کہ نایاب اس کی کہانی نہیں سن رہی تو اس نے خفگی سے کہا۔۔

نایاب اس کے ڈرامے جانتی تھی سو بنا اس کی بات پر کان دھرے اپنے کام میں مصروف رہی۔۔

"دیکھنا ہمیشہ کے لئے خاموش ہو جاؤں گی میں نا پھر تم ہی سب سے زیادہ مجھ سے بات کرنے کے لیے بے چین ہوگی" اس بار جملہ اور حملہ دونوں مختلف نوعیت کے تھے۔

"کیوں تمہیں گونگے پن کے دوڑے پڑنے والے ہیں؟" نایاب نے کتاب بند کرتے ہوئے کہا۔

سبیکا نے اسے گھورا اور خاموشی سے چلنے لگی۔

"اب منہ کیوں غبارے کی طرح پھولا لیا ہے تم نے، بند تو کردی نا میں نے کتاب یار۔" نایاب نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تم مجھ سے اور میری باتوں سے تنگ آگئی ہو نا؟" منہ پھولائے کہا گیا۔

"سبیکا میری بات سنو، میں کبھی تم سے تنگ نہیں آسکتی، میں ہمیشہ ہر پل تمہیں سنوں گی حتیٰ کہ ساری دنیا تمہیں سننے سے انکار کر دے۔" نایاب نے اس بار سنجیدگی سے کہا۔

وہ ایسی ہی تھی سبیکا کے معاملے میں۔ بے حد جنونی اور بے حد حساس۔

سبیکا نے اسے دیکھا اور کھلے دل سے مسکرائی۔۔

اسے پتا تھا ایک نایاب ہی تھی اس کے ماں باپ کے علاوہ جو کبھی اس سے تنگ نہیں آسکتی تھی۔۔

ٹی وی کی آواز اچانک بند ہوگئی تو وہ واپس ہوش کی دنیا میں آئی۔۔

بجلی چلی گئی تھی اور اب پورے گھنٹے کے بعد آنی تھی، وہ خاموشی سے اٹھی، اپنے آنسوؤں صاف کیے اور کچن کی طرف چل دی۔۔

نایاب اسے مس کر رہی تھی یا نہیں، اس کی آواز سننے کے لیے ترس رہی تھی یا نہیں لیکن سبیکا افراز نایاب کی آواز سننے کے لیے بے چین تھی، ہر چیز سے زیادہ۔۔

ڈنر کے بعد وہ چھت کا راستہ پوچھتی اوپر آگئی۔

ٹھنڈے ہوا کے جھونکے نے اس کا استقبال کیا، اس کا اندازہ صحیح تھا شام میں بارش ہوئی تھی البتہ اب موسم صاف تھا۔

چھت پہ رکھی ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے اس نے کال ملائی۔

دوسری بیل پہ فون سے سلام کی آواز آئی آئی۔

"وعلیکم السلام، کیسی ہو؟" جیانہ نے نظریں آسمان پر جما دیں۔

"بہت پیاری ہوں۔" مقابل نے فٹ سے جواب دیا۔

"یہ میری لائن تھی خیر سے پیاری تو تم بالکل بھی نہیں ہو۔ ہم شام کو پہنچ گئے تھے۔" ہنستے ہوئے بتایا

--

"کیسے لوگ ہیں اس کی فیملی کے؟" سارہ تھوڑی متجسس ہوئی۔

"ٹھیک ہیں، ابھی تک تو کوئی خاص بات چیت نہیں ہوئی میری ان سے۔" جیانہ نے کندھے اچکائے

--

"اچھا میں کل بات کرتی ہوں، اپنا خیال رکھنا میری پیاری سارہ۔" دائیں جانب سے آتے خاقان کو دیکھتے ہوئے اس نے کال کٹ کی اور رخ سامنے جنگل کی طرف موڑا۔

خاقان چلتا ہوا آیا اور ساتھ رکھی کرسی پر بیٹھ گیا۔

اور خاموشی سے اسے گھورنے لگا۔

جب چند منٹ دونوں کی درمیان خاموشی ہی رہی تو جیانہ نے اپنا رخ اس کی طرف موڑا۔

اور مسکراہٹ دبائی۔

"کیا ہوا؟" معصومیت سے بھرا سوال کیا گیا۔

"کیا ہوا کی بچی، چپ رہو بالکل، مجھ سے بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔" دانت پیستے ہوئے خاقان نے کہا۔۔

"اوکے۔" جیانہ نے مزے سے کہا اور اس کے چہرے کے تاثرات سے محفوظ ہونے لگی، ہمیشہ وہ اسے چڑاتا تھا آج جیانہ کی باری تھی۔

"اففف، تم نا؟؟؟" غصے سے کچھ کہنا چاہا پھر ضبط کر گیا۔۔

"تم نے مجھ سے چھپایا کیوں کہ تمہیں اردو آتی ہے؟" پھر سنجیدگی سے پوچھا۔۔

"میں نے کب چھپایا؟" جیانہ حیران ہوئی۔

"بتایا بھی تو نہیں۔" انداز ہنوز سنجیدگی لیے ہوئے تھا۔۔

"تو تم مجھے سے انگلش میں ہی بات کیا کرتے تھے تو میں کیا کرتی؟" جیانہ نے بے نیازی سے کندھے اچکائے۔۔۔

"اب میں سیلجیم کے لوگوں سے اردو بولنے سے رہا"

دانت پیتے ہوئے اسے گھورا پھر اپنا موبائل چیک کرنے لگا۔

وہ جانتا تھا جیانہ سے یہ پوچھنا بیکار تھا کہ اسے اردو کیسے آتی ہے۔

آگے سے وہ بے نیازی سے کہتی "میں نے پاکستان آنے سے ایک دن پہلے اردو سیکھ لی تھی، یو نو انٹیلیجنٹ لوگ۔"

"ہونہہ انٹیلیجنٹ لوگ۔" خاقان نے ناک سے مکھی اڑانے والے انداز میں سوچا

"میں سوچ رہی تھی ہوٹل میں کمرہ بک کروا لوں، پھر کچھ دنوں بعد کوئی فلیٹ کرائے پر لے لوں گی، اب پتا نہیں کتنے دن پاکستان رکنا پڑے۔" جیانہ نے اچانک کہا۔

"اب پکا مجھ سے قتل ہوگی تم۔ اتنے بڑے گھر کو تمہارا بوجھ اٹھانے میں میرا خیال ہے کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔" فون سے نظریں اٹھاتے ہوئے خفگی سے کہا۔

"تم کچھ زیادہ ہی بد تمیز نہیں ہو گئے پاکستان آ کے" جیانہ نے اسے گھورا۔

"تمہاری صحبت کا اثر ہے جو سیلجیم سے پاکستان تک قائم ہے۔" تپانے والی مسکراہٹ سے کہا۔

جیانہ نے ناگواری سے اسے دیکھا اور پھر سامنے جنگل میں دیکھنے لگی۔

جنگل جو بہت خوبصورت پر خوفناک ہوتے ہیں۔۔۔

جیانہ کو پاکستان آئے چوتھا دن تھا۔

روز صبح وہ اٹھتی، لان میں ہی واک کرتی، ناشتہ کرتی اور پھر سو جاتی۔

پھر شام میں اٹھتی چھت پر چلی جاتی اور رات کو واپس آتی۔

موبائل ہر وقت ساتھ ہوتا جس پہ وہ مصروف ہوتی۔

گھر والوں سے اس کی ملاقات بس کھانے کے وقت پر ہی ہوتی اور خاقان سے رات میں وجہ وہ اپنے دوستوں سے ملنے میں مصروف تھا۔

ایک انسان سے اس کی ملاقات ابھی تک نہیں ہوئی تھی اور وہ رزین تھا۔

آج وہ علاقے کو اچھی طرح چھانٹنے کے لیے پیدل ہی گھر سے نکل پڑی۔

خاقان سو رہا تھا پر آج وہ ناشتے کے بعد دوبارہ نہیں سوئی تھی۔

اس علاقے میں صرف دو ہی بنگلے تھے اور پھر فاصلے پر چھوٹے چھوٹے گھر۔

جو گلی اس کے سامنے آرہی تھی وہ اسی کے اندر جارہی تھی۔

چہرہ بے تاثر تھا۔

گھٹنوں تک آتی سبز رنگ کی کرتی، ساتھ سیاہ جینز پہنے وہ بے نیازی سے چلتی جارہی تھی۔

بازو میں سبز اور سیاہ رنگ کے امتزاج کی گھڑی تھی، جو تھی تو نازک پر بے حد خوبصورت۔۔

آج موسم خوشگوار تھا۔

آسمان سفید رنگ کے بادلوں میں چھپا تھا، سورج بھی بادلوں کی اوٹ میں جا چھپا تھا۔۔

ہر طرف کھوجتی ہوئی نظروں سے دیکھتی وہ جیسے ہر چیز حفظ کر رہی تھی۔۔

چلتے چلتے اچانک اس کے قدم تھم گئے۔۔

سامنے ایک لڑکی کھڑی تھی، پیلے رنگ کا لان کا سوٹ پہنے ساتھ سر پر بڑی سی چادر اوڑھے وہ کنفیوزڈ سی کھڑی تھی۔

گندمی سی رنگت، اور بالکل عام سے نین نقوش، چھوٹی چھوٹی سی سیاہ آنکھیں۔

جس چیز نے جیانہ کو روکا تھا وہ لڑکی نہیں بلکہ لڑکی کے کچھ فاصلے پر کھڑے لڑکے تھے۔

کچھ بایک پر بیٹھے تھے تو کچھ ان کے پاس کھڑے تھے۔

ان کی پشت تھی اس لڑکی کی طرف اور وہ پھر بھی ڈر رہی تھی۔

جیانہ نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے اسے دیکھا۔

اسے ناگوار گزرتا تھا یہ سب

وہ چلتی ہوئی اس کی طرف آئی۔

"ایسکیوز می۔" وہ جو پہلے ہی ڈری ہوئی کھڑی تھی یکدم اپنی جگہ سے اچھلی اور پیچھے مڑی۔

کسی لڑکی کو دیکھ کے اپنا رکا سانس بحال کیا، پھر غور سے جیانہ کو دیکھنے لگی۔

"واٹ از یور گڈ نیم؟" وہ ناگواری سے پوچھ رہی تھی۔

"سبی، نہیں مطلب سبیکا۔" اس نے نام بتایا پر نظریں ہنوز اس کے چہرے پر ہی تھیں۔۔

وہ بہت خوبصورت تھی، بہت زیادہ۔ سبیکا نے اعتراف کیا۔۔

"اگر آپ نے اچھی طرح میرا معائنہ کر لیا ہو تو راستہ دے دیں مجھے آگے جانا ہے۔" سبیکا کو ایک جھٹکا لگا۔۔

وہ لڑکی یہاں کی نہیں لگتی تھی وہ تو کوئی انگریز تھی پھر بھی اتنی صاف اردو۔

"کیا آپ دیکھ نہیں سکتیں یا سننے میں کوئی مسئلہ ہے؟" اس بار جیانہ نے تھوڑے سخت لہجے میں کہا تو وہ ایک دم ہوش میں آئی، دو تین قدم آگے آئی۔۔

ان کے دونوں اطراف گھر بنے تھے، گلی میں کافی پانی جمع ہوا تھا تو راستے کے لیے بیچ میں دو دو بلاک، لائن سے لگائے گئے تھے۔۔

تھوڑے آگے جا کے بلاک ختم ہوئے تو جیانہ اس کی سائیڈ سے گزر کر آگے بڑھ گئی۔

سبیکا بھی جلدی سے اس کے پیچھے ہوئی کیونکہ وہ ان لڑکوں کے پاس سے اکیلے نہیں گزرنا چاہتی تھی

--

جیانہ بے نیازی سے ادھر ادھر چلتی جا رہی تھی۔

سبیکا کو سامنے اپنا گھر دکھا تو اس کے اعصاب ڈھیلے پڑے تو وہ مزید تیزی سے قدم اٹھانے لگی۔

گھر کے دروازے کے پاس پہنچی تو اسے آواز آئی جیانہ کی تو وہ رکی۔

"سنو لڑکی، ہمیشہ کوئی بچانے نہیں آتا اور نہ ہی انگلی پکڑ کر کوئی آپ کو چلنا سکھاتا ہے، انسان کو خود ہی گہری کھائی سے نکل کر روشنی کی طرف آنا پڑتا ہے،

منزل تک پہنچنے کے لیے اسے کانٹے بھرے راستوں سے خود کو بچانے کے لیے خود ہی کوشش کرنی پڑتی ہے، اگر اسے بلندیوں تک پہنچنا ہے تو خود ہی آہستہ آہستہ قدم اوپر کو اٹھانے پڑیں گے، کوئی دوسرا سوائے راستہ دیکھانے کے آپ کے لیے کچھ نہیں کر سکتا"

اور آخری بات ! "گرنے کے ڈر سے جو خود کو چلنے سے روک لیتے ہیں میرے نزدیک ان کی اہمیت ایک زندہ لاش کے مترادف ہے۔۔"

وہ بت بنی جیانہ کو دیکھ رہی تھی جو اب آگے بڑھ گئی تھی۔ اس کے قدم بالکل سیدھے ، کسی بھی لڑکھڑاہٹ سے پاک تھے گردن اٹھی ہوئی تھی۔۔

بلاشبہ جیانہ استنبشار حسین ہونے کے ساتھ ساتھ باوقار اور پر اعتماد بھی تھی۔ اس نے شرمندگی سے سر جھکا لیا۔۔۔

"ان کو کیسے پتا لگا کہ میں وہاں کیوں کھڑی ہوئی تھی؟"

وہ ان چند جملوں میں اسے بہت کچھ سمجھا گئی تھی پر ابھی وہ وقت نہیں تھا کہ سبیکا افراز کچھ سمجھ پاتی۔۔

"جیانہ کہاں ہے عشان؟" خاقان نے عشان سے پوچھا جو ابھی ابھی اس کے کمرے میں آیا تھا

جب سے خاقان اٹھا تھا وہ اسے کہیں نہیں دکھی عشان کے اپنے کمرے میں داخل ہوتا دیکھ کر اس نے پوچھا۔۔

اس کا کمرہ نفاست سے سجایا گیا تھا۔۔

گہرے نیلے اور سفید رنگ کے امتزاج نے اس کمرے میں رہنے والے نفوس کی پسند کو واضح کیا تھا۔۔

چاروں طرف دیوار پر مختلف قسم کی پینٹنگز لگی تھیں۔۔

جن میں زندگی کے رنگ تھے، پھول، نیلا آسمان، کوئی ندی، ہری گھاس اور فاختہ۔۔ کہیں یہ سب چیزیں اکٹھی تھیں تو کہیں کوئی ایک چیز مس تھی۔۔

"مجھے نہیں پتا، اور چاچو مجھے وہ بالکل بھی پسند نہیں آئیں۔" عشان نے منہ بسورا اور چلتے ہوئے ایک صوفے پر بیٹھ گیا۔۔

"اور وہ کیوں بھی؟" خاقان حیران ہوا۔

"کیونکہ آپ ان کی وجہ سے مجھے بالکل وقت نہیں دیتے، کچھ دنوں میں میرا سکول کھل جائے گا، تب ویسے بھی میں مصروف ہو جاؤں گا لیکن آپ کو کیا؟" اس نے شکوہ کیا۔

وہ پندرہ سال کا تھا، لیکن اپنے چاچو کے سامنے وہ بالکل بچہ بن جاتا تھا۔

"تو تم رزین بھائی کے ساتھ کھیل لیا کرو۔" مسکراہٹ دبائے سنجیدگی سے تجویز پیش کی۔

"چاچووووووو۔" عشان نے خفگی سے کہا۔ جبکہ خاقان کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

اسے پتا تھا عشان کتنا چڑتا تھا رزین سے۔

"رات کو لڈو کھیلیں گے، چھت پر۔" خاقان اس کے پاس آیا اور اس کے سنوارے گے بالوں کو بکھیرا۔

"اف بونگ گیم ، کچھ اور کھیلیں گے۔۔"

شاعری کا مقابلہ ؟؟ " آنکھوں میں چمک لیے کہا۔۔"

"کوئی ضرورت نہیں ، وہ تو تم واقعی رزین بھائی کے ساتھ ہی کرو میرے تو بالکل پلے نہیں پڑتی یہ شاعری بھی۔" بے زاری سے کہا۔

وہ اس کے ساتھ والے صوفے پر بیٹھ گیا تھا۔۔

"بد ذوق انسان۔" عشان نے نوک سکوڑی۔۔

"اچھا بھی کوئی اور پروگرام بنالیں گے ، بلکہ آئس کریم کھانے چلیں گے۔۔"

"ہاں یہ ٹھیک ہے۔" عشان نے کہتے ساتھ ہی اپنا مکا آگئے گیا جس سے خاقان نے اپنا مکا ٹکرایا۔۔

رات کے کھانے کے وقت وہ اپنے کمرے سے نکلی اور ڈائننگ ٹیبل کی طرف چل پڑی۔۔

پورے محلے کو چھانٹ کر وہ شام کو گھر واپس آئی تھی۔

اس نے سیاہ رنگ کی کرتی کے ساتھ بازو میں پہنی سیاہ رنگ کی گھڑی میں وقت دیکھا تو گھڑی دس منٹ اس کے جلدی آنے کا پتہ دے رہی تھی۔۔

ڈائننگ ٹیبل پر سوائے ایک شخص کے کوئی اور نہ تھا۔۔

وہ اس شخص کو پہلی بار دیکھ رہی تھی۔۔

جس حق سے وہ اکیلا بیٹھا آرام سے کھانا کھا رہا تھا تو وہ مہمان کسی صورت نہیں لگا تھا۔۔

تیس سے چار پانچ ہندسے اوپر کا وہ شخص انتہائی خوبصورت تھا۔۔

بالکل ہلکے ہلکے بکھرے ہوئے بھورے بال، انتہائی پرکشش چہرہ اور اس پہ چھائی سنجیدگی۔

وہ مگن انداز میں سر جھکائے کھانا کھا رہا تھا۔

کسی احساس کے تحت اس نے نظریں اٹھا کر سامنے دیکھا تو جیانہ کو اس شخص کی آنکھیں دکھیں۔

بالکل اپنے بالوں کے رنگ کی ہلکی بھوری آنکھیں جو ہر احساس سے پاک تھیں۔۔

وہ آنکھیں بالکل خالی تھیں بالکل خالی۔۔۔۔

عشان اور راشق جیسی آنکھیں پر کچھ فرق تھا ان آنکھوں میں۔

اس شخص نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر سے نظریں جھکائے خاموشی سے کھانا کھانے لگا۔

"جیانہ تم صبح سے کہاں تھی، میں تمہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" خاقان جو ابھی سیڑھیاں اتر کر رات کے کھانے کے لیے آگے بڑھ رہا تھا تو جیانہ کو دیکھ کر اس نے اس سے پوچھا۔

پر اس سے پہلے وہ اپنی بات مکمل کرتا اس کی نظر سامنے ڈائینگ ٹیبل پر بیٹھے شخص پر پڑی۔۔

جیانہ بھی کسی فسوں سے جاگی۔۔ وہ مگن انداز میں اس شخص کا جائزہ لے رہی تھی۔۔

"رزین بھائی؟ واٹ آپلیزنٹ سرپرائز۔۔

"آپ کب آئے؟" وہ شخص کھڑا ہو گیا۔۔ جیانہ نے دیکھا اس کے چہرے پر چمک آئی تھی خاقان کو دیکھ کر پر تاثرات وہی تھے۔۔

"بس کچھ ٹائم ہوا۔" خاقان سے گلے ملتے رزین نے کہا۔۔

"یہ جیانہ ہے رزین بھائی میری دوست۔" رزین سے الگ ہوتے ہوئے اس نے تعارف کروایا۔

"اور جیانہ یہ میرے بھائی جیسے کزن رزین۔" خاقان نے جیانہ کی طرف چہرہ کر کے تعارف کروایا۔۔

"امید ہے آپ کو یہاں کوئی تکلیف نہ ہوئی ہوگی" آہستہ سے سر ہلا کے رزین نے پر تکلف لہجے میں کہا۔۔

"جی" جیانہ نے بس اتنا کہا اور رزین نامی وہ شخص مزید کچھ کہے بغیر قدم قدم چلتا ہوا سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔

"بیٹھو بھی بت بن کر کیوں کھڑی ہو۔" خاقان کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولا۔

"تمہارے یہ کزن عجیب ہیں۔" سر جھٹکتے ہوئے جیانہ کرسی پر بیٹھ گئی۔

"مانڈ مت کرنا وہ ایسے ہی ہیں زیادہ فری نہیں ہوتے کسی سے۔۔ وہ تو مسکراتے بھی سال میں ایک مرتبہ ہیں۔ بقول شانی کے۔ اسی لیے شانی ان سے چڑتا ہے کیونکہ وہ کسی سے فری نہیں ہوتے۔"

"خاقان نے سلاد میں سے کھیرے کا ٹکڑا منہ میں رکھتے ہوئے کہا۔

ملازم کھانا لگانا شروع ہو گئے تھے۔

"ہمممم" جیانہ نے گہری سانس لیتے ہوئے سر ہلایا۔

جہاں رات کے بارہ بج رہے تھے وہیں گھڑی کی ٹک ٹک اس اندھیرے کمرے میں گونج رہی تھی۔۔

کمرے میں لیمپ کی روشنی میں اگر کچھ محسوس ہو رہا تھا یا دکھ رہا تھا تو وہ بدبودار یا خوشبودار (جو بھی تھی، چند لوگوں کے لیے وہ خوشبودار مہک اور چند لوگوں کے لیے وہ ناگوار بومانی جاتی تھی) چیز کا دھواں تھا۔۔

گھڑی کے ساتھ ایک شخص بھی کھڑا نظر آتا تھا۔۔ وہ دھواں اس کے ہاتھ میں پکڑی شے کی وجہ سے تھا۔۔

قریب جانے پر معلوم ہوا وہ سگریٹ تھا، ادھ جلا، ادھ پیا سگریٹ۔

کچھ ہلکی ہلکی روشنی میں اس کے بھورے بال اور بے تاثر آنکھیں واضح ہوئیں تو ہمیں پتا لگا وہ شخص رزین تراب تھا۔

سگریٹ کا ایک اور لمبا سا کش لیا۔۔ اور ہاتھ واپس سے پہلو میں گرا دیا۔۔

اس کی نظریں نیچے سوئمنگ پول میں پاؤں لٹکائے، بیٹھے وجود پر تھیں۔۔

خوشخبری رائٹرز متوجہ ہوں

ہر لکھاری کا خواب ہوتا ہے کہ اس کی تحریر کتابی صورت میں بھی شائع ہو اور انکی کتاب بک شیلف کی زینت بنے۔ آپ بھی ایک لکھاری ہیں اور اپنی تحریر کو کتابی شکل میں لانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔ ہم آپ کی تحریر کو بہت کم ٹائم اور بہت مناسب قیمت میں آپ کی خواہش کے مطابق بہت عمدہ اور معیاری کوالٹی میں کتابی صورت میں شائع کرنے میں آپ کی مدد کریں گے۔ مزید معلومات کے لئے نیچے دئے گئے ایڈریس پر ابھی رابطہ کریں۔

Prime Urdu Novels Publications

Whatsapp : 03335586927

Email : aatish2kx@gmail.com

وہاں صرف ایک وجود نہیں تھا، اس کے ساتھ تھوڑے فاصلے پر ایک اور وجود تھا جو اسی کی طرح پاؤں پانی میں ڈالے آرام سے بیٹھا تھا۔

"ایک مہمان آئی ہے، اسے دیکھتے ہی مجھے لگا تم لوٹ آئی ہو۔" آہستہ سے لب ہلے اور پھر لفظ ادا ہوئے اس کے منہ سے۔۔

"وہ تم میں ملتی ہے بہت، مجھے واقعی لگا تم لوٹ آئی ہو۔"

صرف ایک پل کے لیے مجھے لگا واقعی تم لوٹ آئی ہو۔ "آواز اب تھوڑی اونچی ہو گئی تھی۔۔

"اور پھر میں یکدم سنبھل گیا، حقیقت جو ذہن میں آگئی تھی۔

"حقیقت؟" خود سے پوچھا گیا۔۔

"ہاں، حقیقت کہ جانے والے لوٹ کے نہیں آیا کرتے۔" اور خود ہی جواب دے دیا گیا۔۔

کھڑکی اسی طرح کھلی چھوڑ کے وہ دھیرے دھیرے قدم اٹھاتا بیڈ کی طرف آگیا۔۔

جاری ہے

Instagram I'd : shut_up_yrrr

